THE ALHAKAM.

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

الحکم

چھپا دستِ ہمت میں زور فضل ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

شرح قیمت
ہر صورت میں پیشگی
وصول ہوگی
مریبان الحکم ۲۰ عنہ
معاونین ۶ عنہ
عام قیمت ۵ /
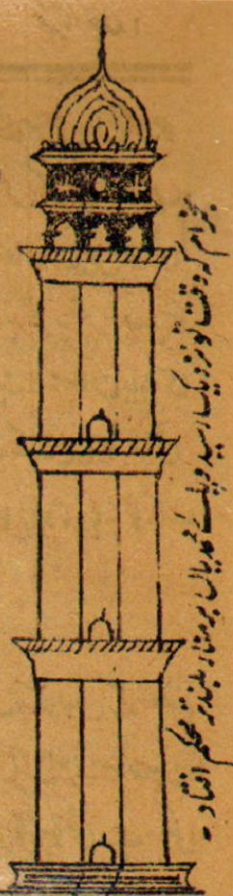
ایڈیٹر و مالک شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی)

جلد ۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۱ء | سلسلہ ۳ الجدید | نمبر

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ آج کل اصلاح قوم کیطرف متوجہ ہیں۔ اور اسی مضمون کو مدنظر رکھہ کر آپ خطبے فرما رہے ہیں۔ گذشتہ جمعہ آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو خدا کیلئے دین کا کام کریں ان کا تعلق ہمارے ساتھ خدا کیلئے ہو نہ روپے کیلئے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی عزیز چیز (یا اولاد) نوکروں کے حوالے نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی بیوی کے سپرد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ نوکر نہیں۔ اسی طرح دین جیسی پیاری چیز نوکروں کے سپرد نہیں ہوسکتی۔ غرض آپ خدمات دین کے لئے ان لوگوں کو بلاتے ہیں۔ جو آنریری کام کریں۔

۲۔ مولانا احسن امروہی ابھی تک مع اپنے خاندان کے قادیان میں مقیم ہیں۔

۳۔ سالانہ جلسہ کی تیاری ہورہی ہے حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی

نظم

(از حافظ سلیم احمد صاحب)

سناؤں تمہیں دوستو اک لطیفہ
چلے جاتے تھے ایک دن بو حنیفہؓ
جو تھے مجتہد اور امام زمانہ
ہے مشہور عالم میں جنکا فسانہ
بڑے متقی تھے بڑے پارسا تھے
خدا کی خدائی میں اک باخدا تھے
انہوں نے یہ رستے میں ناگاہ دیکھا
کہ ہے دوڑتا جا رہا ایک لڑکا
کہا اس سے حضرت نے ای بھائی لڑکے
سنبھل کر چلو ورنہ تم گر پڑوگے

انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی

کہا سن کے اس شوخ لڑکے نے ہنسکر
کہ اے مجتہد اور دنیا کے رہبر
اگر میں گرا بھی تو تنہا گروں گا
جو تکلیف ہوگی خوشی سے سہونگا
مگر ہاں جناب آپ ہشیار رہیئے
مقام خطر ہے خبردار رہیئے
قدم آپ کا گر پھسل جائے حضرت
تو دنیا میں ہوگی بپا اک قیامت
کہ گرنے کے ساتھ آپکے ایک عالم
گرے گا جہنم میں اے شیخ اعظم

عراق عرب کی موجودہ حالت

بمبئی ۱۸۔ اکتوبر۔ مسٹر ڈوباش جو حال میں کار خاص انجام دیکر عراق عرب سے بمبئی واپس آئے ہیں۔ انہوں نے انگریزوں کے جانب عربوں کے طریق عمل کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب عرب انگریزوں کے کام کی قدر کرنے لگے ہیں خصوصاً برطانوی انصاف کی جس میں اعلےٰ و ادنےٰ کی کوئی تمیز نہیں رکھی گئی ہے۔ اب انگریزوں اور ترکوں کے انتظام میں اول الذکر کے انتظام کو پسند کرتے ہیں۔ امیر فیصل کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ ان کی حکومت عربوں میں ہر دلعزیز ہے۔ اور لوگ اپنے نئے بادشاہ سے محبت کرتے ہیں۔ سر پرسی کاکس نے جو فیاضانہ اور آزاد پالیسی عربوں کے معاملات میں اختیار کی ہے۔ اس سے بھی لوگ بہت خوش ہیں۔ امیر فیصل کی گورنمنٹ کافی طاقتور ہے۔ البتہ علاقہ موصل کے باشندوں میں امیر کی مخالفت کی جاتی ہے۔ مسٹر ڈوباش نے کہا کہ اگرچہ عرب غیر ملکیوں سے کوئی الفت نہیں رکھتے۔ تاہم انگریز افسران سے ملک کے انتظام میں ان کو جو مدد ملتی ہے۔ اس کے فوائد کو وہ محسوس کرنے لگے ہیں۔ عرب صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معاملات میں کوئی شخص دخل اندازی نہ کرے۔ عرب ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ ان کے ملک میں ہندوستان سے ہندو۔ مسلمان یا پارسی آکر آباد ہوں۔ اسوقت انگریزوں نے ملک میں جو ترقی کی اسکیمیں رائج کی ہیں۔ اگر ان پر عمل ہوتا رہا۔ تو ملک کو خاصی ترقی حاصل ہوگی۔

تعلیمی حالت

لندن ۱۴۔ اکتوبر عراق کے پبلک اسکولوں کے متعلق سرکاری رپورٹ بابت سال مختتمہ ستمبر ۱۹۲۱ء سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تعلیم کے سلسلہ میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ ملکی حالت جوں ہی اصلی حالت پر آگئی۔ تمام اسکولوں میں طلبا کی حاضری بڑھ گئی۔ نئے اسکول کھولے جا رہے ہیں۔ اور اسکولوں میں نئی عمارتوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اعلےٰ تعلیم کے محکمہ میں زیادہ ترقی کی گئی ہے۔ بغداد میں نئے سکنڈری اسکول بھی قایم کئے جا رہے ہیں۔ سالانہ امتحان ماہ جولائی میں لئے گئے تھے۔ جو قریب قریب بالکل جدید طریقہ پر تھے۔ طلبہ بعض مضامین میں ممتاز بھی آئے

بصرہ میں تعلیمی ترقی

بصرہ میں بھی اسی قسم کی ترقیاں ہو رہی ہیں موصل اور قرقوق کے ثانوی اسٹافوں کو مضبوط کیا جا رہا ہے ٹکنیکل تعلیم پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ اور بصرہ میں بھی جدید اسکول کھولے جا رہے ہیں۔ بغداد میں بالکل طرز نو پر ایک اسکول قایم کیا جائے گا۔ جسمیں طلبہ کو اپریٹشی کا کام سکھایا جائے گا۔ اس کے معلومات اور ساتھ ہی ساتھ معقول ٹکنیکل تعلیم بھی دی جائیگی۔ تاکہ وہ سرکاری محکموں میں کام کر سکیں +

شیعہ کالج نیوز

الحکم (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان مورخہ ۴ نومبر ۱۹۳۱ء

عورتوں کے حقوق کا سوال توجہ طلب ہے

اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے خطبہ جمعہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ عورتیں چونکہ پہلے فیج اعوج ہی میں مظلوم رہی ہیں۔ اور ان کے حق تلفی ہوتی رہی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے رفق کا برتاؤ فرمایا اور مردوں نے دلداری میں بعض اوقات ایسے حقوق بھی دیئے۔ جو دراصل ان کے نہیں تھے۔ عورتوں کو اس سے غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اور بعض حقوق کی طرف تاحال توجہ کامل نہیں ہو سکی۔ اس لئے مناسب اعتدال کے ساتھ سب کارروائی ہونی چاہیئے حضور کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں:-

پس اسلام نے عورتوں کو حقوق دیئے ہیں۔ اور مناسبت سے دیئے ہیں۔ اور بعض تعلیمات میں اسلام نے عورتوں کے بارے میں پہلے مذاہب سے اختلاف کیا ہے۔ مثلاً پردہ ہے اسلام کے قبل جس قدر پہلے مذاہب ہیں ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ انمیں پردہ نہ تھا یا جیسے اسلام میں ہی ایسا نہ تھا مثلاً یہود عیسائی۔ ہندو۔ بدھ۔ زرتشتی وغیرہ اقوام کی پرانی تاریخیں بتاتی ہیں کہ اول ان میں پردہ نہ تھا اگر تھا تو اس رنگ میں نہ تھا۔ مثلاً ان اقوام میں اسی قسم کے پردے کا پتہ لگتا ہے۔ کہ عوام سے تو پردہ ہو۔ مگر دربار کے امراء سے پردہ نہیں مگر اسلام میں کسی حد تک تنگی ہے۔

اسلام میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عورت کے حقوق انسانیت میں کوئی کمی نہیں کی گئی۔ بلکہ مساوات رکھی ہے مرد سے کوئی فرق نہیں رکھا تمام معاملات میں برابری دی مگر بعض اور بھی تعلقات ہیں جو انسانیت کے علاوہ اجتماعی حیثیت سے پیدا ہوتے ہیں۔ فرداً فرداً مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں مگر اجتماعی حیثیت میں نظام کے قیام کے لئے بعض حقوق عورتوں سے لے گئے ہیں۔ کیونکہ جب ایک صف میں کچھ لوگوں کو کھڑا کیا جائیگا۔ تو نظام چاہتا ہے۔ کوئی اول ہو کوئی آخر۔ ورنہ صف نہیں بن سکتی۔ فرداً فرداً ہر شخص میں مساوات ہے مگر قطار میں وہ باقی نہیں رہتی اسی طرح اسلام نے حقوق کے بارے میں کیا ہے۔ کہ انفرادی حیثیت میں مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ مگر اجتماعی حیثیت میں کمی بیشی کی ہے۔ دنیا نے اس کو اب سمجھا ہے۔ مگر اسلام نے اس کو پہلے سے سمجھ لیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان اب تک غافل رہے ہیں۔ جہاں تک انفرادی حیثیت کا تعلق تھا وہیاں کرتے تھے۔ مگر اجتماعی حیثیت کا جو کمی بیشی ہے۔ اس کی حکمت کو نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ انفرادی طور پر ہر شخص مرد ہو کہ عورت مساوات رکھتا ہے۔ لیکن جب وہ اجتماعی حیثیت میں آئیگا۔ تو ایک اول اور دوسرے کو دوم ہونا پڑے گا

اب یہ رو چلی ہے اور اب جبکہ عورتیں بھی لاکھوں تعلیم یافتہ ہو گئی ہیں۔ وہ سوال کرتی ہیں۔ کہ مردوں میں کیا خصوصیت ہے کہ وہ ہم سے بڑھ کر ہیں۔

خود ہماری جماعت میں جو عورتیں پڑھی لکھی ہیں اور بیرونی کتابوں اور اخباروں کو پڑھتی ہیں وہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے حقوق کیا ہونے چاہییں۔ اور بعض اوقات ان کی باتیں اسلام کی تعلیم کے مخالف ہو جاتی ہیں۔

پس پورے حقوق دیئے جائیں اور جو ناجائز ہیں۔ ان کو روک دیا جائے۔ اگر اس قسم کی ایک یا دو یا سینکڑوں مثالیں پیدا ہو جائیں۔ تو پھر فوراً دنیا کی ادھر توجہ ہو جائیگی

* ... یورپ کی عورتیں آتی ہیں اور مشرقی عورتوں کو بند دیکھتی ہیں۔ تو وہ اسکو عیسائی مذہب کی فتح کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ عیسائیت کی تعلیم نہیں ہوتی [illegible] ... اس لئے عیسائیت ہی کی تعلیم خیال کی جاتی ہے۔ پس عورتوں کو ... نے حقوق میں مساوات دی ہے ...

شذرات

اکبر الہ آبادی ایک بلند پرواز اور نکتہ سنج شاعر تھے۔ اخبارات میں ان کی زندگی پر اظہار خیالات ہو رہے ہیں۔ مولوی صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی نے بھی یاد اکبر کے عنوان سے ایک مضمون چھپوایا ہے اور انہوں نے مرنے والے سے بہت کچھ شفقت محبت کا اظہار کیا ہے۔ سیاسیات حاضرہ کے متعلق انکے بعض اقتباس قابل قدر ہیں۔ اس لئے میں ناظرین الحکم کی ضیافت طبع کے لئے درج کرتا ہوں۔ کیا فرنگی محل کے مجدد اپنے شہید کی تحریر پر غور کریں گے

نان کواپریشن یا ترک موالات کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اگر نان کواپریشن کا منشا صرف اسی قدر ہے۔ کہ ملک اس حکومت سے ظاہری تعلق منقطع کرے ۔ تو کوئی زیادہ مفید چیز نہ ہوگا

اور اگر اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ حکومت کا خوف نکل کر قلوب صرف خدا کی طرف متوجہ ہو جائیں ۔ اور مسلمان ورطۂ مادیت سے نجات پاکر روحانیت میں آ جائیں اور بجائے ملک کے ان کا مقصد رضائے خدا بلکہ خدا ہو جائے ۔ تو یہ نہایت مبارک تحریک ہے "

روحانیت اور خدا شناسی کی طرف دعوت تبلیغ و عمل اس وقت صرف ایک ہی جماعت ہے ۔ جو کر رہی ہے۔ اور خدا کی قدرت ہے ۔ کہ وہی حصول سوراج کی شیدائی علماء کی نظر میں کافر و گردن زدنی ہے۔ دراصل علماء ایک عرصہ سے امید لگائے بیٹھے تھے ۔ کہ خونی مہدی اور خونی مسیح آئیں گے ۔ اور تلوار کے ذریعہ کافروں کو قتل کریں گے ۔ اور حضرات علماء کے کیسہ اور جیب سونے چاندی کے ٹکڑوں سے بھر جاویں گے ۔ لیکن جب ادہر سے مایوسی ہوئی تو اب انہوں نے حصول سوراج کے لئے گاندھی جی کی پیروی شروع کی ہے ۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ کہ انہیں اپنی اس غلطی کا نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔

گاندھی تحریک کے فوائد

خواجہ حسن نظامی صاحب گاندھی تحریک کے دنیاوی فوائد میں لکھتے ہیں ۔ کہ

ایک تو یہ فائدہ ہوا صدہا مولوی روزگار پر لگ گئے ۔ جو پہلے یا تو مسجدوں میں امامت کرتے تھے ۔ یا مدرسوں میں مدرسی اور یا تفرقے ڈالنے کی فتوی بازی اس تحریک نے

سب جھگڑالو قوموں کو ایک رخ لگا دیا

اور یہی وجہ ہے ۔ کہ اب مسلمانوں میں پہلی سی خانہ جنگی نہیں پائی جاتی ۔ اور ہر روز کسی نئے مسئلہ کا جھگڑا سننے میں نہیں آیا ۔

ہر صوبہ میں بیسیوں مولویوں کو خلافت کی ملازمت یا اس کے ذریعہ سے اعزازی معاش حاصل ہو گئی ۔ اور یہ بات کسی اور طریقہ سے ممکن نہ تھی " (دین و دنیا)

خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے بہت صاف اور واضح ہے ۔ خلافت کے ملازمین علماء یا اعزازی معاش یاب مولویوں کے لئے اس سے بہتر اور

کون سا موقع گاندھی جی کی تائید و تقلید کا ہو سکتا ہے
چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

نماز کی تضحیک مسلمانوں کیلئے رونے کا مقام ہے

گاندھی جی کی اندھا دھند تقلید نے مسلمانوں کو جس ذلت کے گڑھے میں اتارا ہے ۔ اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے ہو گا ۔ جو اخبارات میں جی حضوریوں کی نماز یا صلوٰۃ التملق کے نام سے شائع ہوا ہے اس سے بڑھ کر بے حیائی کیا ہو گی ۔ کہ نماز کی نقل اتاری جاتی ہے ۔ اور قرآن مجید کی سورتوں کی تضحیک کی جاتی ہے ۔ میں الحکم کے کالم اس لغویت سے پاک رکھتا مگر مسلمانوں کی حالت دکھانے کے لئے میں اسے درج کرنے پر مجبور ہوں ۔ و انما الاعمال بالنیات ۔ کیا مولانا عبد الباری اور مولانا آزاد اس قسم کی لغویات کو دیکھا کریں گے تحریک بعدم تعاون نے خود کشی کے اقدام کی تحریک جیل کے قیدیوں میں کی ۔ اور ان لیڈروں کو ہوش نہیں آیا اور اب ارکان اسلام کی ہنسی شروع ہو گئی ۔ یہ ابتدا ہے ۔ اگر یہی بیل و نہار رہے ۔ تو خدا جانے یہ لوگ ان لغویات میں کہاں تک ترقی کریں گے ۔ اس بیہودگی کو ملاحظہ کیجئے ؎

جی حضوریوں کی نماز

(پڑھ کر ہنسئے نہیں)

حضرات! آپ نے صلوٰۃ الفجر ، صلوٰۃ الاشراق ، صلوٰۃ الاضحیٰ ، صلوٰۃ الظہر ۔ صلوٰۃ العصر ۔ صلوٰۃ المغرب صلوٰۃ اوابین ، صلوٰۃ العشاء ، صلوٰۃ التہجد ۔ صلوٰۃ الاولیا صلوٰۃ الاستخارہ ، صلوٰۃ الحاجت ۔ صلوٰۃ التسبیح صلوٰۃ الاستسقا صلوٰۃ الکسوف ۔ صلوٰۃ الجمعہ ۔ صلوٰۃ العیدین ۔ وغیرہ وغیرہ کا نام سنا ہی ہو گا ۔ جب میں شاہ صاحب ہو کر نہیں پڑھتا ۔ تو آپ نے اس آزادی اور نئی روشنی کی گھٹا ٹوپ اندھیرے اور عدم فرصت کے زمانے میں کاہیکو کبھی پڑھی ہو گی ۔ یہاں تو پنج وقتی نماز کا یہ حال ہے ۔ کہ

شب جو عقد نماز بر بندم
چو خورد بامداد فرزندم

اور کہیں خیر سے یاران سر پل میں بیٹھ گئے ۔ تو کہاں کی نماز اور کیسی یاد ؎

نماز ے گذارم در خوابات
رکوع و نے سجود و نے قیام ے

ایسی نماز کا اعتبار ہی کیا ؟

زاہد تیری نماز کا کیا اعتبار ہے
وقت سلام کعبہ سے منہ تیرا پھر گیا

ہاں نماز ہے ارباب تملق کی اور نماز ہے اصحاب خوشامد کی ۔ میرے دوست ظریف الطبع اور منچلے عزیز نے صلوٰۃ التملق کی نقل کی ہے ۔ جس کو میں آپ ناظرین اخبار کی دلچسپی کے لئے لکھتا ہوں ۔

نیت کرتا ہوں واسطے پڑھنے نماز خوشامد کے برائے خوشنودی لارڈ ریڈنگ کے منہ میرا طرف شملہ شریف کے (بجائے اللہ اکبر) بادشاہ کا اقبال ہو ۔

ثنا: ۔ آپ کے وعدے سچے ۔ آپ کے ارادے سچے ۔ آپ کا نام سب سے اعلیٰ آپ کا ہمیشہ بول بالا ۔

سورۂ فاتحہ ۔ آپ کی بہت ہی توصیف ۔ آپ کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا ۔ آپ کے عہد میں کوئی قصور معضوب نہیں ہوتا ۔ جو ترک موالاتی ہو ۔ خدا کرے موالاتی ہو ۔ ہم موالاتی ہیں ۔ بڑے صاحب کے ملاقاتی ہیں ہمیشہ ہم پر چندے کی بھرمار ہے ۔ برابر خطاب ملنے کا انتظار ہے ۔ ہم کو چلا سیدھی سڑک ۔ اور ترک موالاتیوں کو بھیج

جیل میں بے دھڑک ۔ (آمین) سورۃ التملق تو ہکر بھول جاؤ اگلا سبق، نہیں تو ہو گا قلق، بند ہو جائیگا حلق، اور کر دی جائے گی زبان بندی - اور پھر اس کے بعد نظر بندی، اور پھر کندی، بادشاہ کا اقبال ہو تسبیح رکوع ۔ بادشاہ اعظم العظیم (تین بار) تم کو پایا وفادار اور حلیم) بادشاہ کا اقبال ہو ۔

تسبیح سجدہ ۔ ملک العظیم والاعلیٰ (تین بار) بادشاہ کا اقبال ہو ۔ پھر (م) سورہ فاتحہ سورۃ التحشامل ترک موالاتیوں کا ناس ۔ وہ کھا گئے گھاس - یہ ہیں کالی چرن داس، ان کے شر کا ستیاناس ہے - ہم کو آپ ہی سے آس، بادشاہ کا اقبال ہو - پھر تسبیح رکوع و سجدہ التحیات - آپ کا ہم دم بھرتے ہیں - غیروں سے محبت کم کرتے ہیں - آپ کی ہمیشہ سلامتی، غیروں پر ملامتی، بڑے صاحب کا روز افزوں اقبال، دشمن پامال درود - بادشاہ سلامت پر ہزاروں رحمت، شہزادوں پر ہزاروں شفقت، وزیروں پر عنایت، سپہ سالاروں پر جبارت، صلوٰۃ التملق تمام علیک السلام ۔

دعا - آئرلینڈ سیدھا نکل ہو جاوے ۔ انڈیا اقیمی یکلہ ہو جائے ۔ اتحادیوں کا بول بالا ہو - ساری دنیا ان کا ایک نوالہ ہو ۔ آمین

وظیفہ (یا صاحب - یاس - یا بابا - پاپوس ۳۳ بار

خیر اصانی در بھنگوی از خسروپور

خواجہ صاحب کے خیالات میں سے کچھ

نمبر ۱

جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے ۔ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" ایک رسالہ شائع کیا ہے ۔ اس رسالہ کے نشر و اشاعت کی غرض سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کا اعلان ہے ۔ خواجہ صاحب نے حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی مخالفت میں اپنے زور قلم کا انتہائی کرشمہ دکھایا ہے ۔ اگر حضرت ثانی کی خلافت حقہ راشدہ ہے ۔ اور یقیناً ہے ۔ تو اس کا جواب وہ آپ دے گا جس نے اس کو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور تائید کے ثبوت میں آیۃ اللہ بنا کر اس کا جانشین بنایا ہے ۔

اس لئے اس حصہ سے قطع نظر میں ناظرین الحکم کے لئے رسالہ مذکورہ کے چند اقتباس پیش کرتا ہوں جس سے جناب خواجہ صاحب کے ان خیالات کا انکشاف ہو گا - جو واقعات حاضرہ کے متعلق وہ رکھتے ہیں ۔

خلافت کے متعلق

۲

کیا یہ سچ بات نہیں - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم الاسلام کو مکمل حالت میں چھوڑا - اور ایک بات بھی ایسی نہیں - جس کا ماننا میرے لئے جزو ایمان تو ہو - اور ختمی مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم نہ کیا ہو ۔

یہ ظاہر ہے - کہ خلافت کا معاملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا نہیں ہوا - پھر اگر میرے ایمان کے لئے تعلیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کافی ہے - تو پھر میرے لئے یہ کہاں ضروری ہے کہ میں

خلافت کے معاملہ میں بھی کوئی رائے رکھ کر اس کو جزو ایمان ٹھیراؤں (صفحہ ۱۹)

خواجہ صاحب کے ہی یہ الفاظ ہیں یہ فیصلہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کر بیٹھے - کہ کیا

خلافت حقہ راشدہ کے متعلق ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور شیعہ سنی کا اختلاف کوئی مذہبی اہمیت رکھتا؟

دراصل خلافت کا ہی معاملہ ہے۔ جو ضرورت سے زیادہ پیچیدگی ہم میں ڈال رہا ہے۔ جس کے باعث آج سنی شیعوں میں وہ عناد ہے۔ جو دو دشمن مذاہب میں شائد ہو گیا جو پولٹیکل نقصان دونوں جماعتوں کو صدیوں سے پہونچا ہے۔ اس کا ذمہ دار یہی تنازعہ نہیں؟ ایران خود مختار ہونے کے باوجود بھی ایک ہندوستانی ریاست سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ روسی مظالم نے جس طرح ایران کو تباہ کیا۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ترکوں کا جو آج حال ہوا۔ وہ ظاہر ہے" صفحہ ۵۳

زمانہ حاضرہ کے علماء اسلام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اختلاف کر کے ہم پر کفر کے فتوے دے چکے ہیں۔ اور جو آج خلافت کا نام لے کر اور اس کے علم بردار ہو کر مسلمانوں کو ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے آمادہ کر رہے ہیں۔ وہ ہیں تو ہمارے حال پر چھوڑ دیں۔ لیکن جناب خواجہ صاحب کے ان خیالات کے متعلق وہ کیا فتوے دیتے ہیں۔ اگر فی الحقیقت خلافت کا معاملہ جزو ایمان نہیں۔ تو پھر غریب مسلمانوں کو ان مشکلات میں ڈالنے سے کیا حاصل؟ اور اگر یہی ایک مسئلہ مسلمانوں کی تباہی کا موجب ہوا ہے۔ تو پھر اس کو ہمیشہ کے لئے خواجہ صاحب کی معنوی تعلیم کے موافق ترک موالات کر دیا جاوے

خواجہ صاحب بہت قابل رحم ہیں۔ اونہوں نے حضرت خلیفہ ثانی کی خلافت کی مخالفت کی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خلافت حقہ راشدہ کو بھی چھوڑ بیٹھے۔ وہ خلافت جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ وہ خلافت جس کے متعلق ہمارے پرانے اور واجب الاحترام رفیق جناب مولوی محمد علی صاحب نے حالات حاضرہ میں بھی بڑی شدّ و مد سے بحث کی ہے۔

میں نہیں جانتا کہ علی برادران خلافت ترکیہ جناب مولانا عبد الباری صاحب اور مولانا آزاد صاحب ان خیالات پر کیا رائے دیں گے۔ مگر بہر حال ان کا فرض ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو حقیقت سے آگاہ کریں۔ ہمارا مسلک تو بالکل صاف ہے۔ کہ ہم خلافت حقہ راشدہ کے قائل ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ ہم ٹرکی حکومت کو خلافت راشدہ تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ محض اسلامی حکومت یقین کرتے ہیں۔ اور اس حکومت کے بقا و قیام کے لئے بہ حیثیت اسلامی حکومت کے ہمارے دل میں وہی درد اور اضطراب ہے جو عام مسلمان بھی اسے بہ حیثیت خلافت رکھتے ہیں لیکن خواجہ صاحب تو مسئلہ خلافت کے ہی خلاف ہیں

۳
ہندو مسلم اتحاد

آج مشترکہ مصیبت نے ہندو مسلمانوں کو جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ مسلمانان ہند کہاں تک اس اتحاد سے فایدہ اٹھا سکیں گے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مسلمان ہندو اغراض پورا کرنے کے لئے کٹھ پتلی کا کام دے رہے ہیں۔ یا ہندو مسلمان دل سے بھائی بھائی ہو چکے ہیں۔ مسلمان سیدھا سادا ہیچ پیچ سے ناآشنا۔ جری القلب اور اس لئے دوسرے پر جلد اعتبار کر لینے والا طبعاً واقع ہوا ہے۔ بالمقابل ہندو بھائیوں کو ہزاروں برس غیروں

کے زیر حکومت رہنے نے زیادہ محتاط زیادہ ہوشیار ضرورت سے زیادہ صاحب تدبیر بنا رکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ کس طرح ہوا کا رخ دیکھ کر حسب ضرورت وقت کسی نئے قالب کو اختیار کریں۔ اور ساتھ ہی اپنی حیثیت کو بھی قایم رکھیں۔ اور اپنی بات بھی نہ گنوائیں۔ ہاں ایک مسلمان جو کسی کی محبت کے اظہار پر اور خدا ہی جانتا ہے کہ وہ اظہار صحیح ہے یا غلط اپنے مفاد قربان کرسکتا ہے۔ یہ سب باتیں قومی نکتہ خیال سے صحیح نہیں۔ اگر مکر اور چال کی ملونی اسمیں نہو۔ علاوہ ازیں کسی کا کیا حق ہے۔ کہ کسی کی نیت پر حملہ کرے۔ ہمیں اس ہندو مسلم اتحاد کو عزت ہی سے دیکھنا چاہیئے۔ اور اسے نیک نیتی ہی پر محمول کرنا چاہیئے۔ اگرچہ عدم تعاون کے معاملہ میں مسلمانوں کا اپنے روزگار کو چھوڑنا اور ہندو بھائیوں کا نادر طور پر اس معاملہ میں شرکت کرنا مشکوک امر ضرور ہے۔ (صفحہ ۵۵ و ۵۵)"

مطلب بالکل صاف ہے۔ کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ خواجہ صاحب نے اصل رائے کو چھپانا چاہا ہے۔ مگر آخر ؎

کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن
اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

موجودہ امیر افغانستان

مقامی اینگلو انڈین ہمعصر لکھتا ہے۔ کہ دنیا میں بڑی سرعت کیساتھ تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ موجودہ امیر افغانستان اپنے آبا و اجداد کے مانند پرانے فیشن کے کٹھ مطلق العنان حاکم نہیں ہیں۔ جو ہر قسم کی اصلاحوں سے نفرت کرتے تھے۔ اور وہ زمانہ حال کے طریقہ ہائے انتظام کو کام میں نہ لاتے تھے۔ تعلیم کا عملی طور پر کچھ بھی بندوبست نہ تھا۔ اس لئے باشندگان افغانستان بیرونی دنیا کے متعلق کچھ واقفیت نہ رکھتے تھے۔ اور نہ اس کی پرواہ کرتے تھے۔ لیکن امان اللہ خاں کے عہد میں ان تمام باتوں کی اصلاح ہو رہی ہے جس زور سے وہ تخت نشین ہوئے۔ وہ رعایا کی بہبودی کے لئے سخت محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اور خود علم کی پیاس رکھتے ہیں۔ اور اپنی رعایا میں بھی علم کی روشنی پھیلانا چاہتے ہیں۔ جب انہوں نے ۱۹۱۹ء میں عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ تو اس وقت ملک میں اخبار سراج الاخبار جاری تھا۔ جو کابل میں مرتب ہوتا تھا۔ مگر بہت کم لوگ اسے پڑھتے تھے۔ مگر آج کل دس اخبار افغانستان سے نکلتے ہیں۔ جن میں سے نصف کے قریب مختلف صوبجات سے شایع ہوتے ہیں۔ تمام معقول تنخواہیں پانے والے ملازموں کو حکم ہے۔ کہ ایک نہ ایک اخبار ضرور خریدیں ہر ایک اخبار کی اشاعت معقول ہے۔ امیر صاحب نے تعلیم کی عام اشاعت کا بھی بندوبست کیا ہے سارے ملک میں نئے مدرسے کھول دیئے گئے ہیں۔

اور ان کی تعداد روز افزوں ہے۔ امیر امان اللہ خان نے آزادی حاصل کرلی ہے۔ لیکن ان کا خیال ہے۔ کہ تعلیم کے بغیر ملک ترقی نہ کرسکے گا۔ جو اہلکار ملک کے انتظام کر رہے ہیں۔ وہ کبھی باہر نہیں گئے۔ اور انہیں معلوم نہیں۔ کہ باقی دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ جب تک افغانستان کو دنیا کا اور دنیا کی سیاسیات کا پورا علم نہ ہوگا۔ وہ دیگر اقوام عالم کے درمیان اپنی ہستی محفوظ رکھ سکے گا۔ غالباً اسی خیال سے امیر صاحب نے تیس چالیس طلباء کو تحصیل علم کیلئے یورپ کو روانہ کیا ہے۔ ان طلباء میں امیر صاحب کا ایک صاحبزادہ اور تین بھائی بھی شامل ہیں۔ اور سب حکمران خاندان

حضرت مسیح موعود کی نبوت
اور
حضرت مرزا محمود احمد کی خلافت

چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالیگا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں آوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلادے اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری یہ بیوی جو آیندہ خاندان کی ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ (تریاق القلوب صفحہ ۶۵)

خدا تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ نئے معارف اور نئے حقایق اور نئی زمین اور نیا آسمان اور نئے نشان ہونگے اور نیز یہ کہ مجھ سے ایک نیا خاندان شروع ہوگا سو اس نے ایک نئے خاندان کے لئے مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا۔ اور اس الہام میں اشارہ کیا کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی اور تو اس کے لئے مبارک ہوگا۔ اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دیجائیگی سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اسی سنت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی اور غلبہ سے مراد یہ ہے۔ کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ پھر دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر کے وقت میں ہوا۔ جب کہ آنحضرت کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی وفات کے وقت ہوا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ غرض جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے (الوصیت صفحہ ۶)

ناظرین کرام! میں نے دو عبارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے آپ کے سامنے رکھدی ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل فقرات پر آپ خاص تدبر کریں۔

۱۔ ہمیشہ اسی سنت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور غلبہ دیتا ہے۔

۲۔ جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کرا دیتا ہے۔

۳۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر کے وقت میں ہوا۔

۴۔ ایسا ہی حضرت موسےٰ کے وقت میں ہوا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ سو اے عزیزو۔ جب قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ اب ممکن نہیں۔ کہ خود خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے۔

یہ فقرات صاف بتا رہے ہیں۔ کہ

۱۔ نبی جس راستبازی کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخمریزی کرتے ہیں۔

۲۔ بقیہ کام بذریعہ خلفاء ہوتا ہے۔

۳۔ یہ قدیم سے سنت الٰہیہ ہے۔ جو انبیاء سے مخصوص ہے۔

۴۔ ان انبیاء میں سے حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں ایسا ہی ہوا۔

۵۔ نبی کریمؐ کے وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ کہ آنحضرت کی وفات بے وقت سمجھی گئی۔ اور ابوبکرؓ کے ذریعہ خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا۔

۶۔ حضرت اقدس مسیح موعود اپنے آپ کو زمرہ انبیاء میں قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔ چنانچہ یہ فقرات اس پر گواہ ہیں:

(ا) وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد یہ خدا تعالےٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین پر پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔

(ب) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد وہ مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر کے وقت میں ہوا۔

(ج) سو اے عزیزو۔ جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔

ان فقرات کو پڑھ کر ایک اور دو کی طرح یقین آجاتا ہے۔ کہ لکھنے والا اپنے آپ کو ایسا ہی نبی سمجھتا ہے جیسے حضرت محمد مصطفےٰؐ۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ نبی تھے۔ اور یہ کہ اپنی وفات کے بعد وہ خلافت کا قیام سنت اللہ کے مطابق ضروری سمجھتا ہے۔ پس دو امر تو ثابت ہو گئے۔ ایک تو یہ کہ حضرت اقدس زمرہ انبیاء علیہم السلام میں داخل نبی تھے۔ دوم یہ کہ آپ کے بعد سلسلۂ خلافت ہے۔ اسی نہج پر جس پر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیینؐ کے بعد ہوا۔ اب ہم نے دیکھنا ہے۔ کہ منصب خلافت آپ کی اولاد میں آنا ضروری تھا۔ سو اس کے لئے تریاق القلوب کے فقرات مومن کی توجہ کھینچتے ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا۔ جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔

دوم۔ یہ کہ اُس (خدا) نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان

(سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں آوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔

سوم۔ یہ کہ مجھ سے ایک نیا خاندان شروع ہوگا سو اس نے ایک نئے خاندان کے لئے مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا۔ اور اس الہام میں اشارہ کیا۔ کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی۔ اور تو اس کے لئے مبارک ہوگا۔ اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جائیگی ؛

ایک طرف حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نبی کے ہاتھ سے راستبازی کی تخم ریزی کراتا ہے۔ اور خلفاء کے ذریعے سے اس کی تکمیل۔

دوسری جانب فرماتے ہیں۔ کہ آیندہ خاندان کی ماں نصرت جہاں بیگم سے وہ اولاد پیدا ہوگی۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے گا ؛

نتیجہ یہ ہوا (۱) کہ حضرت مسیح موعود کے بعد منصب خلافت آپ کی اولاد میں آنا ضروری اور لازمی تھا جس کی نسبت پہلے پیشگوئی ہو چکی تھی۔

۲۔ آپ کی اولاد جو ام المؤمنین نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ہوگی۔ وہ مبارک اور پاک ہوگی جو لوگ اس اولاد پر کسی قسم کا عیب لگائیں گے۔ وہ خود گندے اور ناپاک ہیں۔

۳۔ غیر ممکن ہے۔ کہ یہ اولاد کسی غلط عقیدہ پر قایم ہو۔ کیونکہ ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔ کہ مسیح کے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ وہ دنیا میں آپ کی اولاد کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلا وے۔

۴۔ کہ اولاد کے ذریعے سے جو ام المؤمنین سیدۃ نساء العالمین نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ہے۔ اور اللہ اکبر کس قدر صاف تعین ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ صرف روحانی اولاد مراد ہے۔ مگر آپ نے یہ فرما کر کہ خدا نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان (سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں آئے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے؟" بتا دیا کہ صلبی اولاد مراد ہے۔ اور وہ بھی نصرت جہاں بیگم ام المؤمنین کے بطن مبارک سے تاکہ ہر پہلو سے تعین ہو جائے۔

۵۔ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ منصب خلافت حضرت اقدسؑ کی اولاد میں آنے والا تھا۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود کے صحیح عقاید۔ صحیح تعلیم کے پھیلانیوالی یہی نسل سیدہ ہوگی۔ اب وہ بشارات پڑھیں۔ جو سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کا نام لے کر کی گئیں ہیں۔ جس سے یہ امر روز روشن کی طرح کھل جائیگا۔ کہ اس وقت جن عقاید کی تعلیم حضرت مرزا محمود احمد فرما رہے ہیں۔ وہی حضرت مسیح موعود کے عقاید ہیں دوم یہ کہ منصب خلافت کے سچے حقدار مرزا محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہٖ ہیں۔

۱۔ خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ جس کا نام محمود ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ (سبز اشتہار)

۲۔ خدا اس کی (مسیح موعود) نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور وہی اسلام کی حمایت کریگا۔ (حقیقۃ الوحی ۳۱۲)

۳۔ اشتہار سبز کے صفحہ کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہے۔ اور ستر ھویں سال

میں ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵۰)

پہلے حوالہ میں بشیر ثانی محمود اولوالعزم کی پیدائش کی خبر دی۔ دوسرے حوالہ میں اس کی جانشینی کا پتا دیا۔ تیسرے حوالہ میں تعیین فرما دی۔ کہ یہی وہ محمود بشیر ہے۔ جو ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا۔ اور جو بفضلہ زندہ موجود ہے۔ ہے کوئی جو ان بینات کے خلاف قلم اٹھائے۔

دیہات کی تباہی

قسطنطنیہ ۱۸۔ اکتوبر۔ مستند پردیسی شہادتوں کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ کہ ساحل بحر اسود کے ۲۰۷ خوشحال یونانی دیہات میں سے ۲۰۴ دیہات سمسن اور بفرا کے مابین گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں بالکل برباد کر دیئے گئے۔ آبادی کے مردوں کو قتل کر کے عورتوں کو اندرونی علاقہ میں بھیج دیا گیا۔ باقیماندہ ۳۰۰ جزوی طور پر برباد ہوئے ہیں۔ اور ان میں آج کل صرف چند عورتیں آباد ہیں۔ اس قتل کا سب سے بڑا بانی ایک شخص عثمان خاں بیان کیا جاتا ہے۔ جو آج کل کامل پاشا کی فوج میں کرنل کا عہدہ رکھتا ہے۔

پوسٹل محصول کی افسوسناک ابزادی

انجمن تاجران کتب پنجاب لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء زیر صدارت جناب شیخ غلام علی صاحب بمقام دفتر انجمن منعقد ہوا۔ جس میں قرار پایا کہ پوسٹل محصول کی افسوسناک ابزادی کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق منظور کیا گیا۔ انجمن تاجران کتب پنجاب کا یہ جلسہ محکمہ ڈاک کی طرف سے کتاب کے پیکٹوں پر پہلے سے دوگنا محصول بڑھائے جانے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور اس نامناسب اضافہ کو اپنی تجارت اور تعلیمی اشاعت کے حق میں ایک سخت نقصان رساں فعل تصور کرتا ہے۔ نیز قرار پایا۔ کہ اس کی نقول وائسرے ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات پوسٹماسٹر جنرل لاہور۔ پریذیڈنٹ لیجس لیٹو اسمبلی ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن اور وزیر تعلیم پنجاب کو بھیجی جائیں۔

۱۳۰ گاؤں خاک سیاہ

وزارت جنگ کی رپورٹ نمبری ۲۲ محررہ ۵ ہم اپریل ۱۹۲۱ء مظہر ہے۔ کہ وہ یونانی سپاہی جنہوں نے بلوا اور ادرخاں غازی کے علاقے میں یونانی اور ارمن جماعت کے ساتھ موالات کی مزید وحشیانہ مظالم کا بازار گرم کر رہے ہیں۔ اس ہفتے میں موضع جہان کو کلیتہً اور قبرہ پزار کے بعض حصوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے۔ جہاں کوئی کی ایک عورت اور ۷ مرد زندہ سلامت بچ رہے۔ باقی باشندوں کو قتل کیا گیا۔ یونانیوں نے اس علاقے کے ۱۳۰ گاؤں کو آگ لگا کر تباہ کر دیا۔ یونانیوں نے عیسائیوں کو اسلحہ وغیرہ سے مسلح کیا۔ مگر برعکس اس کے مسلمانوں کا سامان حرب ضبط کر لیا مظلوم مسلمان بیکسی کی حالت میں موت کی راہ تک رہے ہیں۔